تحفظ حرمتِ آلِ رسول کا ترجمان

مجلہ پیغامِ حق

فیصل آباد

شمارہ نمبر 15

ذی الحج ۱۴۳۴ھ
اکتوبر 2013ء

مدیر
مولانا شاہد معاویہ

سراج الامۃ، محدث کبیر، سید الفقہاء، رأس الاتقیاء، عظیم مجاہد، حافظ الحدیث

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

حضرات شیخینؓ کی اتباع کا حکم

مسائل قربانی غیر مقلدین کی زبانی

کا نماز میں خشوع و خضوع مگر آج کے اہلحدیث اس سے خالی

مسئلہ ایام قربانی اور عبداللہ بن عمرؓ

امام زین العابدینؒ فقہ الحدیث کے امام الائمہ تھے

سینے پر ہاتھ باندھنا اور مذاہب اربعہ

چار دن قربانی کی مرفوع روایت کا ضعف علماء غیر مقلدین سے

مجلہ الطفیل میں پڑھئے

معاشرتی کوتاہیوں کی نشاندھی اوران کی اصلاح

الحمد سے والناس تک سلسلہ وار قرآن پاک کا خلاصہ

مشہور کتب احادیث کے ابواب کا ترجمہ اور مختصر تشریح

سرور انبیا ﷺ کی سلسلہ وار سیرت طیبہ

معاشرتی زندگی کا اسلامی طرز

اللہ والوں کا تعارف اوران کے ملفوظات

بچوں کے نام رکھنے میں اہم باتیں

روزمرہ کے پیش آنیوالے شرعی مسائل کا حل

معاشرتی پریشانیوں کا روحانی حل

آپ کے خوابوں کی رہنمائی

ہر اسلامی مہینے کے آغاز میں اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

t.me/pasbanehaq1
pasbanehaq

محافظ خرمت آلِ رسول کا ترجمان

مجلہ

پیغامِ حق

نیصل آباد

مدیر

مولانا شاہد معاویہ

بانی نگران

مولانا سید طفیل احمد شاہ گیلانی

(علوم شتی وقت)

تربیت یافتہ شیخ سید حسین احمد مدنی گوجرہ

بیاد

اماکن السنا قرین ترجمان احناف

حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی صفدر

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

استاذ الحدیث جامعہ انوار القرآن آدم ٹاؤن بلاک نمبر ۲ گلشن اقبال کراچی

مدیر مسئول: حافظ عبدالغفار انور

معاون: حافظ فریاد فضل قصوری

حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب

حضرت مولانا اسد اللہ صاحب

مولانا قاری محمد طاہر رحیمی صاحب

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

حضرت مولانا محمد ممتاز صاحب

حضرت مولانا محمد نعمان صاحب

حضرت مولانا محمد ندیم صاحب

مولانا قاری محمد سعید صاحب

شیخ محمد کاشف رشید

مولانا محمد طیب الرحمٰن ○ محمد جنید اصغر

شمارہ نمبر 15
بمطابق اکتوبر 2013ء

قیمت فی شمارہ
20 روپے

سالانہ 300 روپے
بمعہ اک ٹوپی

خط و کتابت، ترسیل زر اور منگوانے کیلئے رابطہ

بسم اللہ پبلیکیشنز ● 8 جی سنٹر، پہلی منزل، گلی نمبر 8، منشی محلہ، فیصل آباد، پاکستان

041-2604175
0300-7610220

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نماز میں خشوع وخضوع مگر آج کے اہلحدیث اس سے خالی	3
2	حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی اتباع کا حکم	6
3	سینے پر ہاتھ باندھنا اور مذاھب اربعہ	8
4	غیر مقلدین کی فقہ حنفی سے موافقت مسائل قربانی	12
5	مسئلہ ایام قربانی اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	19
6	مسلکی حمایت میں بے اعتدالی	24
7	حدیث جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ اور شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ	25
8	مرد وعورت کی نماز میں فرق اور مذاہب اربعہ	28
9	چار دن قربانی کی مرفوع روایت کا ضعف علمائے غیر مقلدین سے	30

پاسبان حق @ یاہو ڈاٹ کام
ٹیلیگرام چینل: t.me/pasbanehaq1
یوٹیوب چینل: pasbanehaq
وٹس ایپ گروپ: 03117284888
Love for ALLAH

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نماز میں خشوع و خضوع مگر آج کے اہلحدیث اس سے خالی

مشہور اہلحدیث (باصطلاح جدید) عالم مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی

تعارف:

مولانا اسحٰق صاحب بھٹی لکھتے ہیں:

۱۔ مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی جو مسلک اہلحدیث کے عالم اور مقرر تھے۔ (بزم ارجمنداں صفحہ ۴۰۳)

۲۔ مشہور مقرر و عالم مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم بھی سٹیج پر موجود تھے۔ اور صدر (مناظر) انہیں کو بنایا گیا تھا۔ (بزم ارجمنداں ص ۲۶۰)

۳۔ سوہدرہ اگرچہ بہت پرانا تاریخی قصبہ ہے لیکن اس کی شہرت کا اصل باعث مولانا عبدالمجید سوہدروی ہیں۔ (بزم ارجمنداں ص ۴۰۴)

۴۔ حضرت سید میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ فضیلت میں حاضر ہوئے اور ان کے حضور زانوئے شاگردی تہہ کیا۔ (بزم ارجمنداں ص ۴۰۶)

۵۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی بڑے متحرک اور تیز ذہن کے بزرگ تھے۔ ۱۹۲۱ء میں سوہدرہ سے ماہنامہ رسالہ ''مسلمان'' جاری کیا یہ رسالہ ایک قصبے سے جاری کیا گیا تھا، لیکن تمام ہندوستان کے اہل علم میں مشہور ہوا۔ ۱۹۳۸ء تک یہ ماہانہ چھپتا رہا پھر ہفت روزہ کر دیا گیا تھا۔ (بزم ارجمنداں ص ۴۱۰)

۶۔ خود ان کی تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ ہے۔ (بزم ارجمنداں ص ۴۱۱)

۷۔ جناب عبدالرشید عراقی صاحب نے سوہدرہ گزٹ کی ایک خاص اشاعت میں ان کی تصانیف کا تذکرہ کیا اور تعارف کرایا ہے۔ (بزم ارجمنداں ص ۴۱۱)

۸۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی کی تمام ہندوستان میں شہرت تھی اور لوگ ان کی

تقریروں سے بہت متاثر تھے۔ (بزم ارجمنداں صفحہ ۴۱۰)

۹۔ اہلحدیث کے جس جلسے میں مولانا مرحوم شرکت نہ فرماتے۔ منتظمین و حاضرین کے نزدیک وہ جلسہ پھیکا رہتا تھا۔ (بزم ارجمنداں ۴۰۹)

محمد ادریس فاروقی لکھتے ہیں:

۱۰۔ آپ (عبدالمجید سوہدروی) فن مناظرہ سے بھی آگاہ تھے بلکہ کامیاب مناظر تھے۔ (سیرۃ ثنائی، ص ۸)

۱۱۔ مشہور غیر مقلد حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

جن شیوخ سے میں نے استفادہ کیا حاجی اللہ دتہ صاحب اُن میں سرفہرست ہیں۔ چند صفحات کے بعد لکھتے ہیں آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی ..... انتہائی قابل ذکر ہیں۔ (مقالات زئی ص ۵۰۹ تا ۵۱۲)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی نماز کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

اقامت صلوٰۃ میں چار چیزوں کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

(۱) پابندیٔ وقت۔

(۲) تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجود، قیام وغیرہ میں اعتدال۔

(۳) خشوع وخضوع۔ (۴) باجماعت نماز پڑھنا۔

امام صاحب کو ان چاروں کا خاص خیال رہتا تھا۔ اور شاید ہی کوئی ایسی نماز ہو جس میں امام صاحب نے کسی ایک چیز کو بھی ترک کیا ہو۔

ان چیزوں کو پیش نظر نہ رکھنے والوں کو تنبیہ کرنے کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ کی نماز کے بارے میں لکھتے ہیں:

حالانکہ امام صاحب اتنی آہستہ اور آرام سے نماز پڑھا کرتے تھے کہ آج کوئی ''اہلحدیث'' بھی اتنی آرام سے نہ پڑھتا ہوگا۔ اور آپ پر نماز میں وہ رقت طاری

ہونی اور ایسا خشوع پیدا ہوتا کہ آج اس کا تصور بھی محال ہے۔

(امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ ص ۱۸۔۱۹ مطبوعہ مسلم پبلی کیشنز)

مشہور غیر مقلد عالم کے بیان سے یہ معلوم ہوا:

(۱) سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے لوازمات کو کماحقہٗ پورا کرتے تھے۔

(۲) سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز خشوع وخضوع سے مزین ہوتی تھی۔

(۳) سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز سکون سے لبریز تھی۔

(۴) سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی نماز آج کسی اہلحدیث کی بھی نظر نہیں آتی۔

(۵) سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی نماز کا آج تصور بھی محال ہے۔

نوٹ: یہ بات اُن غیر مقلد علماء اور عوام کے لئے کلمہ اصلاح ہے کہ جن کا اوڑھنا بچھونا سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کو خلاف سنّت ثابت کرنا ہے اور ان کے لئے قابل شعور وفکر بھی ہے کہ جس کی نماز سنّت کے خلاف ہو اس میں کامل خشوع وخضوع کیسا۔؟

بقیہ حصہ چار دن قربانی

حدیث: کل ایام التشریق ذبح.

ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) سارے کے سارے قربانی کے دن ہیں

انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔(ماہنامہ السنہ جہلم شمارہ ۲ ص ۳۵)

(۳) مولانا اسماعیل صاحب سلفی غیر مقلد تو سرے سے اس کو اپنی دلیل ہی نہیں سمجھتے اور اس پر جرح کرنے والوں کو کوستے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیر بن مطعم کی حدیث اور اس پر جرح میں صرف کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں مؤید ہے۔ (فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۷۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ لاہور)

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی اتباع کا حکم

مولانا شاہد معاویہ

سند حدیث:

قال أبو محمد: كتب الى صالح بن أبي رميح الترمذي، اخبرنا أبو عبدالله الفضل بن محمد الواسطي، أنبأنا عبد القدوس عبدالقاهر، أخبرنا أبو أسامة، عن أبي حنيفة، عن عبدالملك بن عمير، عن ربعي بن خداش،

متن حدیث:

عن حذيفة بن اليمان قال: قال رسول الله ﷺ: اقتدوا بالذين من بعدي أبو بكر و عمر. (مسند ابی حنیفہ للحارثی ص ۶۸)

ترجمہ حدیث:

''حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ان دونوں شخصوں کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے۔ یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔''

تخریج حدیث:

یہ روایت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ

۱۔ مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ ج ۵ ص ۳۹۹۔

۲۔ مسند الحمیدی الجزء الاوّل ص ۲۱۴۔

۳۔ صحیح ابن حبان ج ۱۵ ص ۳۲۸۔

پاسبان حق @ یاہو ڈاٹ کام
t.me/pasbanehaq1
pasbanehaq
03117284888
Love for ALLAH

۴ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۹۰ ۔

۵۔ سنن ترمذی ج ۲ ص ۲۲۰۔

۶۔ سنن ابن ماجہ ص ۱۰۔

۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۷۳۔

میں بھی مروی ہے۔

فقہ حدیث:

۱۔ اس روایت سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت معلوم ہوئی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضلیت بھی۔

۲۔ شارح مشکوٰۃ علامہ نواب قطب الدین خان دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بعد ان دونوں شخصوں کی پیروی کرنا سے مراد یہ ہے کہ جو یکے بعد دیگرے میرے جانشین اور خلیفہ ہوں گے۔ (مظاہر حق جدید جلد ۵ ص ۶۹۳)

۳۔ محدث گکھڑوی امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے یہ بھی صاف ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا من بُعدی سے مراد ان حضرات کی حالت خلافت ہے۔ کیونکہ بدون امارت اور بلا خلافت تو دونوں حضرات آپ کے رُوبرو بھی موجود تھے۔ تو پھر من بُعدی کا کیا مطلب؟ اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اسلام اس کو تسلیم نہیں کرتا کہ دو خلیفوں کی بیک وقت اطاعت و اتباع کی جائے۔ لہٰذا مطلب بالکل صاف ہے کہ عہد ابوبکر رضی اللہ عنہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اور عہد عمر رضی اللہ عنہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید اور اقتدا کی جائے اور یہی تقلید شخصی ہے۔ گو ایک معین زمانہ کے لئے ہی سہی۔ رہا مذہب و سیاست یا دین و دنیا کا فرق نکالنا تو یہ بالکل لچر پوچ بات ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ (الکلام المفید ص ۹۱)

سینے پر ہاتھ باندھنا اور مذاہب اربعہ

ناچیز کے کہنے پر اُستاد محترم امین الملت حضرت مولانا امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ اگست ۱۹۹۸ء بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح تقریباً ۹:۰۰ بجے احقر کے گھر فیصل آباد تشریف لائے۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے تشریف لانے کا مقصد ایک اسلامک لائبریری کا افتتاح تھا۔ جو بمقام محلہ گوبند پورہ گلی نمبر ۲ اور ۳ کے درمیان مین نڑوالا روڈ پر ایک عمارت کی بالائی منزل پر بنائی گئی تھی۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ مع احباب کثیرہ اور راقم السطور مذکورہ بالا مقام پر پہنچے تو حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر استراحت فرمائی۔ [1] پھر مجلس میں تشریف لائے۔

مختصر خطبہ میں ایک آیت: ان الدین عند اللہ الاسلام [2] اور ایک روایت: من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔ [3] پڑھی اور اس کے بعد فرمایا: دین دو باتوں کا نام ہے۔ ''تعمیر الظاھر والباطن'' ظاہر کی تعمیر ہوتی ہے فقہاء کے قول کے مطابق اور باطن کی تعمیر ہوتی ہے اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی کرنے سے اور جس فرقے کا کام ہی ہو فقہاء عظام اور صوفیاء کرام کے خلاف گفتگو کرنا۔ معلوم ہوا کہ اس سے بڑا بے دین کوئی نہیں۔

پھر حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس طرح جو میں نے حدیث پڑھی: من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقہاء کو خیر اور فقہاء کو خیار فرمایا۔

---

[1] کیونکہ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ گھٹنوں کے درد کی مرض میں مبتلا تھے اور ان دنوں یہ مرض شدید تھا۔

[2] سورۃ آل عمران پارہ ۳ آیت نمبر ۱۹۔

[3] صحیح البخاری ج اوّل ص ۱۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

اس کے بعد فرمایا: فقہاء کے خلاف گفتگو کرنے والوں پر میرا قرض ہے کہ کوئی ایسی حدیث پیش کریں جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے فقہ سے منع فرمایا ہو۔ لیکن آج تک میرا اُن پر قرض ہے کہ کوئی روایت فقہ کی ممانعت میں نہیں پیش کر سکے اور نہ قیامت تک پیش کر سکتے ہیں۔

پھر اس دعویٰ کے بعد فرمایا: اور نہ ہی منکرین کو یہ توفیق ہوئی کہ اس آیت و روایت کو مان لیں۔ پھر حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اور باتیں ارشاد فرما کر دعا فرمائی۔

پھر اس کے بعد ایک صاحب نے حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا ائمہ اربعہ علیہم الرحمۃ میں سے کسی کا مذہب نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا ہے؟ تو حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مذاہب اربعہ میں سے کسی کا بھی مفتی بہ قول سینے پر ہاتھ باندھنے کا نہیں ہے۔ [1]

---

[1] ۱۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ووضع یمینہ علی یسارہ و کونہ تحت السرۃ للرجال. (شامی ج ۱ ص ۴۹۱)

۲۔ علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فذهب مالك فی روایة ابن القاسم عنه و اللیث بن سعد إلی سدل الیدین فی الصلوٰة. قال مالك: وضع الیدین إحداهما علی الأخری فی الصلاة إنما یفعل ذالك فی النوافل من طول القیام قال: و ترکه احب الی هذه روایة ابن القاسم عنه و قال عنه غیر ابن القاسم: لا بأس بذالك فی الفریضة و النافلة و هی روایة المدنیین عنه.

(التمہید ج ۲۰ ص ۷۵، ۷۴)

۳۔ علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ المہذب کی شرح میں لکھتے ہیں:

و یجعلهما تحت صدره و فوق سرته هذا هو الصحیح المنصوص.

(المجموع ج ۳ ص ۳۱۰)

۴۔ علامہ ابن الھادی حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و عن احمد: تحت السرۃ و عنه: التخییر و ما ذهبنا الیه الیق بالخشوع.

(تنقیح تحقیق احادیث التعلیق ج ۱ ص ۳۳۸)

پھر حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: مشہور غیر مقلد مولوی اسماعیل صاحب سلفی نے اپنی نماز کی کتاب ۵ میں ائمہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ مگر سینے پر ہاتھ باندھنا صرف اہلحدیث یعنی غیر مقلدین کا مذہب لکھا ہے۔

پھر حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا اسماعیل سلفی کے بارے میں بتایا کہ اپنی جماعت کے نامور علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ۶

---

۵ مولانا اسماعیل صاحب سلفی "نماز میں ہاتھ باندھنا" کی سُرخی کے تحت لکھتے ہیں: ہاتھوں کے متعلق اہل اسلام کے چار مسلک ہیں۔

۱۔ ہاتھ کھلے رکھنا۔ یہ عام مالکی حضرات کا خیال ہے۔

۲۔ ناف کے نیچے باندھنا۔ یہ احناف کا مذہب ہے۔

۳۔ ناف کے اوپر باندھنا۔ یہ امام شافعی اور ان کے رفقاء کا مسلک ہے۔

۴۔ سینہ پر ہاتھ باندھنا۔ جماعت اہلحدیث کا معمول ہے۔

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ص ۶۶۔ ۶۵ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

۶ ۱۔ موجودہ دور کے مشہور غالی غیر مقلد حافظ زبیر علی زئی مولانا اسماعیل سلفی کی شہرت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

مشہور اہلحدیث عالم مولانا اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ۔

(مقالات زئی ج ۱ ص ۲۵ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

۲۔ مشہور غیر مقلد عالم اور مؤلف کتب کثیرہ مولوی ارشاد الحق اثری مولانا اسماعیل سلفی کا ہی مقولہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر دور میں اپنے کچھ بندوں کو اس کی توفیق بخشی کہ وہ ان باطل پرستوں کی سرکوبی اور ان کے باطل نظریات کی بیخ کنی کریں۔ لیهلك من هلك عن بينة و يحيٰ من حيّ عن بينة۔ انہی خوش نصیبوں میں ایک استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

(مقالات حدیث ص ۳۵ للسلفی مطبوعہ اُم القریٰ پبلی کیشنز)

یہاں تک کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر بھی رہے۔ ۷ اور حضرت رحمہ اللہ نے مسکرا کر فرمایا کہ سلفی صاحب کے بارے میں شنید ہے کہ لفظ امیر کی بجائے اپنے لئے لفظ صدر پسند فرماتے تھے۔ ۸

اور پھر آخر میں حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا غیر مقلدین کے ممدوحِ خاص علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے سینے پر ہاتھ باندھنے کو اپنی کتاب بدائع الفوائد ۹ میں مکروہ لکھا ہے۔

---

۷ مشہور مؤرخ اہلحدیث (باصطلاح جدید) مولانا اسحاق صاحب بھٹی لکھتے ہیں:

مولانا غزنوی کی وفات کے بعد ۱۹ جنوری ۱۹۶۴ء کو انہیں (مولوی اسماعیل سلفی) مرکزی جمعیت اہلحدیث کا امیر منتخب کیا گیا۔ (برصغیر میں اہلحدیث کی سرگزشت ص ۲۴۳)

۸ مولانا اسحاق صاحب بھٹی ہی لکھتے ہیں:

روپڑی علماء کا موقف یہ تھا کہ جماعت کے سربراہ کو صدر کی بجائے امیر کہنا چاہیے اگر امیر کہا جائے گا تو مرکزی جمعیت سے مصالحت ہو سکتی ہے۔ یہ ۱۹۵۹ء کی بات ہے۔ مولانا اسماعیل صاحب ذہناً اس پر آمادہ نہ تھے۔ ان کے نزدیک امیر کی بجائے صدر پسندیدہ لفظ تھا۔ ایک دن فرمایا کہ یہ حضرت الامیر معلوم نہیں کیا لفظ ہے۔ کوئی ہماری بات مانتا نہیں اور ہم امیر صاحب ہیں۔ پھر مسکراتے ہوئے فرمایا: نیچے سے پانی کا گلاس مانگا جائے تو پانی دینے کی بجائے دوسری طرف منہ کر لیتا ہے۔ جیسے اُس نے بات سنی ہی نہیں لیکن ہم امیر ہیں کوئی جھگڑا کوئی نزاع ہم حل نہیں کر سکتے۔ کسی کا اختلاف ختم کرانے کی ہم میں سکت نہیں، لیکن امارت پر ہمارا قبضہ ضرور رہنا چاہیے۔

ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

صلح امارت اختیار کرنے کے بعد بھی نہیں ہوگی اور واقعی صلح نہیں ہوئی۔ پھر یہ ہوا کہ جس "حضرت الامیر" کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے وہ لفظ انہوں نے خود بھی استعمال فرمایا اور ان پر بھی استعمال ہوا۔ (نقوش عظمتِ رفتہ ص ۱۸۹ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

۹ علامہ ابن القیم لکھتے ہیں:

ویکرہ ان یجعلھا علی الصدر و ذالک لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن التکفیر وھو وضع الید علی الصدر. (بدائع الفوائد ج ۳ ص ۹۱)

غیر مقلدین کی فقہ حنفی سے موافقت

مسائل قربانی

مفتی رب نواز

قربانی کے تین دن ہیں:

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے ایام قربانی کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں مفصل مضمون لکھا جس کے آخر میں یہ فیصلہ درج کیا:

''قربانی تین دن ہے والا قول راجح ہے۔'' (توضیح الاحکام ج ۲ ص ۱۸۱)

زبیر صاحب نے اپنی دیگر کتابوں مثلاً علمی مقالات ج ۲ ص ۲۱۹۔ ج ۳ ص ۲۶۱۔ ج ۴ ص ۳۴۰ میں بھی یہی لکھا ہے کہ قول راجح میں قربانی کے تین دن ہیں۔

غلام مصطفیٰ ظہیر صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قربانی کے تین دن ہیں'' (ماہنامہ السنۃ جہلم شمارہ نمبر ۲ ص ۳۵) مزید تفصیل کے لئے مذکورہ کتب ملاحظہ فرمائیں یا بندہ کا مضمون ''تین دن قربانی، غیر مقلدین کی زبانی'' پڑھئے جو مجلہ صفدر گجرات شمارہ نمبر ۲۱ میں شائع ہو چکا ہے۔

مشکوٰۃ میں مؤطا امام مالک کے حوالہ سے سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کا قول منقول ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں۔ (مشکوٰۃ باب الاضحیہ)

اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد، دیگر غیر مقلدوں کی طرح چار دن قربانی کے قائل ہونے کے باوجود ابن عمر اور علی رضی اللہ عنہما کے مذکورہ آثار کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان بلاغات کی سند حسن ہے اور حضرت علی کی وہ حدیث جس کی طرف امام مالک نے اشارہ کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ

ایام معدودات عید کا دن ہے اور دو دن اس کے بعد۔''

(حاشیہ مشکوۃ مترجم ج ۱ ص ۸۹۸)

بھینس کی قربانی جائز ہے:

غیر مقلدین کا ایک گروہ بھینس کی قربانی کو جائز نہیں سمجھتا جب کہ دوسرا گروہ احناف کی طرح اس کی قربانی کو جائز کہتا ہے۔

صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس تفصیل سے واضح ہے کہ علمائے اہلحدیث میں دونوں رائیں پائی جاتی ہیں اس لیے اس مسئلے میں تشدد اختیار کرنا صحیح نہیں ہے..... اگر کوئی شخص دیگر علماء کی رائے کے مطابق بھینس کی قربانی کرتا ہے تو قابل ملامت وہ بھی نہیں جواز کی گنجائش بہر حال موجود ہے کیونکہ بہت سے علمائے لغت نے اسے گائے کی جنس سے ہی قرار دیا ہے۔'' (الاعتصام لاہور ۲ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ صفحہ ۱۲)

صلاح الدین یوسف صاحب نے لکھا:

''مولانا عبدالقادر حصاروی جماعت اہلحدیث کے ایک محقق عالم تھے۔ ان کا بھی ایک فتویٰ کئی سال قبل ''الاعتصام (۸ نومبر ۱۹۷۴ء) میں شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے بھینس کی قربانی کے جواز میں دلائل مہیا فرمائے تھے۔''

(حوالہ مذکورہ صفحہ ۱۱)

یہ فتویٰ فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۱۳ صفحہ ۷۱ پر بھی درج ہے۔

بشیر احمد سلیم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''البتہ بوجوہ مجبوری جس علاقہ میں گائے دستیاب نہ ہو۔ گائے پر قیاس کرتے ہوئے بھینس کی قربانی کی جاسکتی ہے۔''

(عیدین اور قربانی کے مسائل صفحہ ۲۵)

عبیداللہ رحمانی صاحب غیر مقلد کے نزدیک بھینس کی قربانی کرنے والا قابل

ملامت نہیں۔

و من اطمئن قلبه بما ذكره القائلون باستنان التضحية بالجاموس ذهب مذهبهم ولا لوم عليه۔

(مرعاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۳۵۴)

نعیم الحق ملتانی صاحب غیر مقلد نے بھینس کی قربانی کے جواز پر مستقل کتاب ''بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ'' لکھی ہے۔ جس میں غیر مقلد علماء کے جواز والے فتوے نقل کیے اور عدم جواز والوں کے شبہات کا ازالہ بھی کیا ہے۔ کتاب ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۹۹ء میں لکھی گئی ہے۔ بھینس کی قربانی کو ناجائز کہنے والے غیر مقلدین اس کتاب کا جواب (میری معلومات کے مطابق اب تک نہیں لکھ سکے۔

یہ کتاب مکتبہ دار الحسنیٰ سمبڑیال روڈ ڈسکہ، سیالکوٹ نے شائع کی ہے۔

بھینس کی قربانی کو جائز کہنے والے بہت سے غیر مقلدین کے فتاوی بندہ نے اپنے مضمون ''بھینس کی قربانی غیر مقلدین کی زبانی'' میں نقل کر دیئے ہیں۔ یہ مضمون مجلہ صفدر گجرات شمارہ نمبر ۹ میں شائع ہو چکا ہے۔

میت کی طرف سے قربانی جائز ہے:

احناف کے نزدیک میت کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے۔ غیر مقلدین کا ایک گروہ بھی اسی کا قائل ہے۔

سیف الرحمن الفلاح صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''میت کی طرف سے قربانی کرنا، جائز ہے۔'' (الاعتصام لاہور ۲ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ)

درج ذیل غیر مقلد علماء بھی میت کی طرف سے قربانی کرنے کو جائز اور احادیث سے ثابت مانتے ہیں۔

ارشاد الحق اثری صاحب۔ (مقالات اثری ج ۱ ص ۳۱۷)

عبدالرحمن مبارکپوری صاحب۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۴۹، ۱۵۳۔ ۱۵۴)

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۴۴)

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب۔ (رسائل بہاولپوری صفحہ ۱۶۱)

مؤلف دستور المتقی۔ (دستور المتقی ص ۱۵۷)

قربانی کا وجوب:

فقہ حنفی میں قربانی کا وجوب مذکور ہے۔ عام غیر مقلدین کے ہاں قربانی کرنا سنت ہے، لیکن بہت سے غیر مقلد علماء نے فقہ حنفی کی تائید میں فتویٰ دیا ہے۔

عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد، قربانی کی حیثیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''دلائل کی رو سے مقدر والے پر واجب ہو جاتی ہے۔''

(اسلامی خطبات ج ۱ ص ۵۸۳)

عزیز زبیدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ نظریہ وجوب احوط ہے۔''

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۱۵)

عبدالمنان نور پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قربانی کا حکم یہ ہے کہ جس کے پاس استطاعت اور وسعت ہے وہ قربانی ضرور کرے واجب ہے، فرض ہے۔'' (مقالات نور پوری ص ۲۲۳)

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

''جانبین کی دلیلوں پر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو لوگ وجوب کے قائل ہیں ان کے دلائل مستحکم اور مضبوط ہیں بدور الاھلہ میں طرفین کے دلائل کی خوب تحقیق کی گئی ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ جسے قربانی کا اس قدر مقدور ہو کہ ایک

پاسبانِ حق @ یاہو ڈاٹ کام
ٹیلیگرام چینل: t.me/pasbanehaq1
یوٹیوب چینل: pasbanehaq
واٹس ایپ: 03004008000
فیس بک: Love for ALLAH

بکری یا مینڈھا یا بھیڑ خواہ نر ہو یا مادہ خرید سکتا ہو تو اسے قربانی کرنا واجب ہے۔'' (دستور المتقی صفحہ ۱۵۵)

وحید الزماں صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''روضہ میں وجوب کے قول کو ترجیح دی ہے تو اہلحدیث کا یہی مذہب ہوگا.....ایک اور حدیث ہے جُندُب کی جو آگے آوے گی وہ بھی وجوب کی دلیل ہے۔'' (رفع العجاجہ ج ۳ صفحہ ۱۵)

انہوں نے تیسیر الباری ج ۲ ص ۷۰ پر قربانی کا وجوب تسلیم کیا ہے۔

عبدالقادر حصاروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''کتاب السنن ص ۹ میں ہے: سنت کی قسمیں ہیں: (۱) واجبہ جو شعار اسلام ہے۔ میں (حصاروی) کہتا ہوں ختنہ کرنا، قربانی کرنا، داڑھی بڑھانا وغیرہ اسی قبیل سے ہیں۔'' (اصلی اہلسنت کی پہچان ص ۵۳)

اونٹ میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں:

بعض علماء کی رائے ہے کہ اونٹ کی قربانی میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں، لیکن حنفیہ سمیت جمہور علمائے کرام کے نزدیک اونٹ میں زیادہ سے زیادہ سات اشخاص شامل ہوں گے۔ غیر مقلدین میں سے متعدد حضرات نے اسے راجح قرار دیا ہے۔

داؤد ارشد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بلاشبہ سات حصوں والی روایت زیادہ صحیح ہونے کی وجہ سے راجح ہے۔''

(حدیث اور اہل تقلید ج ۱ ص ۱۵۷)

محمد اشرف سلیم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ ہم سات آدمی اونٹ یا گائے میں شریک ہو جائیں۔ ثابت ہوا کہ اونٹ یا گائے میں سات ہی آدمیوں کو حصہ دار بننا چاہیے۔ یاد رہے کہ اونٹ میں دس

کی شرکت والی حدیث ضعیف ہے۔''

(یکصد مسائل قربانی، امام الانبیاءؐ کی زبانی ص ۲۰)

قربانی کے جانور کی عمر:

حدیث میں آیا ہے کہ مُسنہ جانور کی قربانی کرو۔ (مسلم شریف)

عام غیر مقلدین مسنہ کا معنی ''دو دانت والا'' کرتے ہیں۔ مگر متعدد حضرات احناف سے موافقت کرتے ہوئے مسنہ کی تعریف عمر کے لحاظ سے کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

''بھیڑ اور بکری سے مسنہ وہ ہے جو ایک سال کا ہو اور گائے سے وہ ہے جو دو سال کا ہو اور اونٹ سے جو پانچ سال کا ہو اور بھینس گائے کے حکم میں ہے۔''

(فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۸)

ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بکری ایک برس سے زیادہ کی ہو تو جائز ہے دونوں دانت نکلے ہوں تو بہتر ہے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۹)

غیر مقلدین کے اخبار میں لکھا ہے:

''قربانی دیتے وقت جانور کی عمر اور اس کے اوصاف کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ بھیڑ یا دنبہ قربانی کے وقت ایک سال کا ہونا چاہیے۔''

(تنظیم اہلحدیث ۷ مارچ ۲۰۰۰)

دوسرے مقام پر لکھا ہے:

''ایک سال سے کم عمر کا جانور تو دنبہ کے سوا کسی صورت میں جائز ہی نہیں۔'' (تنظیم اہلحدیث ۲۱ اپریل ۲۰۰۰ء بحوالہ متضاد فتوے)

وحید الزماں صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مسنہ ایک برس کی بکری.....کو کہتے ہیں۔'' (موطا امام مالک مترجم ص ۳۵۸)

پاسبان حق @ یاھوڈاٹ کام
ٹیلیگرام چینل: t.me/pasbanehaq1
یوٹیوب چینل: pasbanehaq
واٹس ایپ گروپ: 03117284838
فیس بک: Love for ALLAH

ایک بکری میں متعدد افراد شریک نہ ہوں:

راجح مسئلہ یہی ہے کہ ایک بکری، ایک شخص کی طرف سے کافی ہوتی ہے۔ مگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ سارے گھر کے افراد اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ غیر مقلد عالم جناب ابو المکارم محمد علی مئوی صاحب نے غیر مقلدین کے اس مسئلہ کی تردید میں مستقل رسالہ لکھا جس کا نام "الابحاث السنیہ عن المقالۃ الرضیہ" ہے۔ محمد تنزیل صدیقی صاحب غیر مقلد اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

"یہ کتاب مولانا نے اپنے ایک ہم مسلک عالم مولانا عبد البر عظیم آبادی کے رسالہ "المقالۃ المرضیہ" کے جواب میں لکھی ہے۔ صاحب رسالہ نے بکرے کی قربانی میں صاحب خانہ اور اس کے گھر کے تمام افراد اگرچہ تعداد میں سو ہوں، شریک ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ مولانا نے اس دعویٰ کی تردید میں یہ کتاب تالیف فرمائی۔ تعداد صفحات ۳۲۔" (اصحاب علم وفضل ص ۲۲۰)

قربانی کے جانور میں عقیقہ کا حصہ:

بہت سے غیر مقلدین نے فتویٰ دیا ہے کہ بڑے جانور میں کئی عقیقے ہو سکتے ہیں اور یہ کہ قربانی کے جانور میں عقیقہ کا حصہ رکھنا جائز ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۹۴)

بڑے جانور میں عقیقہ کے جواز پر ہم مستقل الگ مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

قارئین سے پیغام حق فیصل آباد سے گزارش ہے کہ اس مجلہ میں آپ کو اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہِ شفقت ہمیں اطلاع فرمادیں تاکہ ہم اپنی غلطی کی اصلاح کر لیں حق تعالیٰ شانہٗ ہم سب کو اپنی غلطیوں کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مسئلہ ایام قربانی اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جنہوں نے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت روایات نقل کی ہیں اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رشتہ میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی ہیں۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اُم المومنین سیدہ حفصہ سلام اللہ علیہا کے حقیقی بھائی ہیں اور ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ جو مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتفاقی اداؤں کے بھی دلدادہ تھے اور اپنے والد محترم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بعد اور کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور فقہائے مدینہ کے سر کے تاج تھے۔

ذیل میں ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بمع سند نقل کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ میں ان کا مسلک کھل کر سامنے آجائے۔

مالك عن نافع ان عبدالله بن عمر قال الاضحى يومان بعد يوم الاضحى.

''امام مالک رحمہ اللہ نافع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قربانی کے دو دن ہیں ۱۰ ذی الحجہ کے بعد۔

(موطا امام مالک ج ۱ ص ۴۹۷ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ)

اس اثر کے راویوں کی توثیق پیش خدمت ہے۔

۱۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الامام ،الحافظ ،فقیہ الامت،شیخ الاسلام

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۹۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

رأس المتقنین ۔ (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۱۵۱)

۲۔امام نافع رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الفقیہ عن مولاہ ابن عمر و ابی ہریرۃ و عائشۃ من ائمۃ التابعین و أعلامھم . (الکاشف ج ۳ ص ۱۷۴)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ثقۃ ،ثبت ،فقیہ مشہور . (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۳۹)

۳۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شھد الاحزاب والحدیبیۃ قال النبی ﷺ ان عبداللہ رجل صالح و قال جابر: ما منا احد الا مالت بہ الدنیا و مال بہا الا ابن عمر قال ابن المسیب: مات وما احد احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ منہ.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غزوہ احزاب اور حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ عبداللہ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) اچھا مرد ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں کہ جسے دنیا نے

اپنی طرف مائل نہ کرلیا ہو سوائے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے۔

سعید ابن المسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص حسن عمل کے ذخیرہ لے کر دنیا سے نہیں گیا۔ (الکاشف ج ۲ ص ۱۰۰)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و هو احد المكثرين من الصحابة رضى الله عنهم و العبادلة من اشد الناس اتباعاً للاثر. (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۵۱۶)

اس جیسی سند کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا بیان یہ ہے کہ: اصح الاسانید کلها. (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۱۵۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کے اس بیان کو الفاظ کے اختلاف کے ساتھ دوسرے محدثین جیسے علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۹۳۔

اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تدریب الراوی ج ۱ ص ۵۶۔

اور علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ مترجم ج ۱۰ ص ۶۴۹ میں نقل کیا ہے۔

اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سند کا حکم علمائے غیر مقلدین سے:

۱۔ غیر مقلد محدث ناصر الدین البانی اس اثر کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں: اسنادہ صحیح. حاشیہ مشکوٰۃ ج اوّل ص ۴۶۳۔

۲۔ مشہور غیر مقلد عالم مولانا الیاس اثری صاحب اس اثر کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اور ان تینوں اقوال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن[1] عمر رضی اللہ عنہ کی سند صحیح و درست ہے۔ (قربانی کے چار دن قرآن و سنت کی روشنی میں ص ۱۲۰ مرتب، رانا محمد شفیق خان پسرور مطبوعہ الفلاح پبلی کیشنز لاہور)

---

[1] کتابت کی غلطی سے لفظ ابن چھوٹ گیا ہے۔

۳۔ مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر غیر مقلد اس اثر کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں:

سندہٗ صحیح۔ (ماہنامہ الحدیث جہلم شمارہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۵)

اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ اور زبیر علی زئی:

۴۔ مشہور غیر مقلد حافظ زبیر علی زئی اپنے رسائل اور کتب میں مختلف جگہ اس اثر کے بارے میں لکھتے ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ** قربانی والے دن کے بعد (مزید) دو دن قربانی (ہوتی) ہے۔

(موطا امام مالک ج ۲ ص ۴۸۷ ح ۱۰۷۱ وسندہ صحیح۔ توضیح الاحکام ج ۲ ص ۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

۲۔ دوسری جگہ یہی اثر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: **وسندہٗ صحیح**

(موطا امام مالک رحمہ اللہ بروایۃ ابن القاسم رحمہ اللہ ص ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

۳۔ قربانی کے دنوں کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار درج ذیل ہیں:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (تین دن ہیں) اس کی سند صحیح ہے۔

(مقالات زئی ج ۴ ص ۳۴۵ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

۴۔ عرض ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل حدیث کے مسلک سے باہر تھے جو یہ فرماتے تھے کہ قربانی والے دن کے بعد دو دن قربانی ہے۔

(مقالات زئی ج ۳ ص ۲۶۲ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

۵۔ اپنے مسلکی بھائی پروفیسر حافظ محمد شریف شاکر صاحب کے اعتراض کو نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پروفیسر صاحب نے علامہ قرطبی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابن

پاسبان حق @ یاہو ڈاٹ کام
ٹیلیگرام چینل: t.me/pasbanehaq1
یوٹیوب چینل: pasbanehaq
واٹس ایپ گروپ: 03117284888
فیس بک: Love for ALLAH

عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک چار دن ہیں۔'' (ص ۲۰ ملخصاً بعنوان: ابن عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول)

عرض ہے کہ یہ دوسرا قول بے سند ہونے کی وجہ سے غیر ثابت اور مردود ہے۔ لہٰذا معارضہ کیسا؟ صحیح سند کے مقابلے میں بے سند اقوال پیش کرنے کا آخر فائدہ کیا ہے۔؟ (مقالات زئی ج ۳ ص ۲۶۳۔۲۶۲)

۶۔ سلف صالحین میں قربانی کے دنوں میں اختلاف رہا ہے۔ جس کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱: جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں۔ (دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۴۴ ص ۱۰۔ مقالات زئی ج ۴ ص ۳۴۰)

۲۔ حضرت امام نافع رحمہ اللہ سے امام مالک رحمہ اللہ کے علاوہ عبید اللہ بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ نقل کرتے ہیں۔ جس کو علامہ ابن حزم ظاہری یوں نقل کرتے ہیں:

و من طريق ابن ابي شيبة عن اسماعيل بن عياش عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال: الأضحى يوم النحر و يومان بعده. (المحلی ص ۸۹۵ مسئلہ نمبر ۹۸۱ مطبوعہ بیت الافکار الدولیہ)

ترجمہ: ''عبید اللہ بن عمر نافع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں اور نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قربانی کے ایام یوم النحر اور اس کے بعد دو دن ہیں۔''

نوٹ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایام قربانی کے بارے میں یہ فتویٰ جہاں علمائے اہلسنت کے ہاں مقبول و معمول ہے۔ وہاں غیر مقلد علماء بھی اسے درست تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا حوالہ جات سے عیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحقیق پر چلنے والا بنائے۔ آمین۔

مسلکی حمایت میں بے اعتدالی

محمد شاہد سلیم نقشبندی کوجروی

مشہور غیر مقلد عالم، مؤلف کتب کثیرہ، مولوی حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کرنے کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

عن ابن عباس قال: کان الطلاق علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر وسنتین من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة. (صحیح بخاری)

''رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوری خلافت میں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو برس میں (یکبارگی) تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں۔ (سبیل الرسول ص ۲۶۸، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موجود نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طلاق والی روایت کو صحیح بخاری کی طرف منسوب کرنا حکیم صادق صاحب سیالکوٹی کی مسلکی حمایت میں بے اعتدالی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلکی حمایت میں غلط بیانی کرنے سے محفوظ فرمائے۔

نوٹ: (۱) بلکہ اس کے خلاف امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۱ پر ایک مجلس کی تین طلاقوں کے وقوع پر دلائل نقل فرمائے ہیں۔

(۲) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک ہی مجلس میں دی ہوئی تین طلاقوں سے رجوع کا حکم دیتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔ (سنن کبریٰ بیہقی ج ۷ ص ۳۳۳ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

حدیث جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ اور

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول الله ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰة. (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

''حضرت تمیم بن طرفہ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں ایسے ہاتھ اُٹھائے دیکھتا ہوں۔ جیسے چمکنے والے گھوڑوں کی دُمیں ہوتی ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔''

۲۔ عبید الله بن القبطیة عن جابر بن سمرة قال کنا اذا صلّینا مع رسول الله ﷺ قلنا السلام علیکم و رحمة الله السلام علیکم و رحمة الله و اشار بیده الی الجانبین فقال رسول الله ﷺ علام تومون بایدیکم کانها اذناب خیل شمس انما یکفی احد کم ان یضع یده علی فخذه ثم یسلّم علی اخیه من علی یمینه و شماله. (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

''عبید اللہ بن قبطیہ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہم جب جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو کہتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اشارہ اپنے ہاتھوں سے دونوں جانبوں پر کرتے تھے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کیوں اپنے ہاتھوں سے

اس طرح اشارہ کرتے ہو کہ گویا وہ دُمیں ہیں چمکنے والے گھوڑوں کی کیا تم میں سے کسی کو یہ کافی نہیں ہے کہ وہ اپنی ران پر ہاتھ رکھے پھر اپنے بھائی کے لئے داہنی طرف اور بائیں طرف سلام پھیرے۔"

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ ان دو روایتوں میں سات قسم کا فرق بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

خلاصہ یہ ہے کہ وجوہ مذکورہ بالا سے دونوں روایتوں کا تغایر معلوم ہوتا ہے۔ پھر ان کو ایک ہی واقعہ بتلانا کس قدر ظلم صریح ہے۔ جن حضرات نے اس کا ارتکاب کیا ہے۔ انہوں نے سیاق وسباق سے بے توجہی فرما کر اپنے مذہبی تعصب کی بنا پر ایسے ظلم کو اختیار فرمایا ہے۔ راوی صحابی یعنی حضرت جابر بن سمرۃ ؓ کا ایک ہونا واقعہ کی وحدت کا مقتضی نہیں ہے۔ ایک ہی راوی مختلف اُمور کو نقل کرتا ہے اور احوال مختلفہ کو اوقات مختلفہ میں مشاہدہ کر کے ہر حال کو ذکر کرتا ہے۔ سیاق وسباق پر غور کرنا اور ہر ایک کو اپنے اپنے مقام پر رکھنا فقیہ کا فریضہ ہے۔ بہر حال تمیم بن طرفہ کی روایت نص صریح ہے جو کہ مطلقاً نماز میں رفع یدین سے منع کرتی ہے خواہ بوقت رکوع ہو یا بوقت سجود ہو اور خواہ رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے ہو یا سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت ہو اور خواہ عند القیام الی الثانیہ ہو یا عند القیام الی الثالثہ والرابعہ یہ سب ممنوع ہے۔

دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اسکنوا فی الصلوٰۃ عام اور مطلق ہے کسی وضع اور حالت سے مقید نہیں کیا گیا ہے اور چونکہ اُصول کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ العبرۃ لعموم اللفظ لا بخصوص المورد اس لئے اگر فرض کر بھی لیا جائے کہ یہ ارشاد رفع یدین عند السلام کے لئے واقع ہوا ہے۔ تب بھی لازم ہے کہ الفاظ کو اپنے عموم پر ہی محمول کیا جائے اور نماز کے ہر حصہ میں رفع یدین کو ممنوع اور سکون کو واجب قرار دیا جائے۔

یہاں پر یہ شبہ کہ اگر ایسا ہوتا تو رفع عند تکبیر التحریمہ (یعنی ابتداء نماز میں بھی ممنوع ہوتا حالانکہ وہ بالاتفاق مطلوب اور مشروع ہے۔ بالکل بے موقع ہے اور غلط ہے۔ کیونکہ تکبیر تحریمہ نماز سے خارج اور شرط ہے۔ شطر صلوٰۃ نہیں ہے۔ اس پر لفظ فی

الصلوٰۃ صادق نہیں آتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وذکر اسم ربہ فصلیٰ آیت مذکورہ میں فصلیٰ کو ذکر اسم ربہ پر عطف کیا گیا تو اگر تکبیر تحریمہ نماز کے اجزاء میں سے ہوتا تو کل کا عطف علی الجزء لازم آتا جو کہ جائز نہیں ہے۔ نیز یہ عطف حرف فاء سے کیا ہے جو تعقیب پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ نماز تکبیر تحریمہ کے بعد متحقق ہوتی ہے۔ جو کہ مرتبہ شروط متصلہ کا ہے۔ اجزاء اور شطر نہیں ہے۔ اس لئے تکبیر تحریمہ کو رکن نماز اور جزء نماز قرار دینا..... غلط ہے۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۳۲۔۳۱)

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فقہ الحدیث کے امام الائمہ تھے

(انتخاب محمد فہد عباسی)

صحاح ستہ کے مرکزی راوی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الاساتذہ امام محمد بن مسلم الزہری رحمۃ اللہ علیہ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

۱۔ **ما رأیت قرشیا افضل من علی بن الحسین.**

میں نے قریش میں سے علی بن حسین (امام زین العابدین) سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔

۲۔ **ما رأیت احداً کان افقه منه.**

میں نے علی بن حسین سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔

۳۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں:

اصح الاسانید کلها. الزهری عن علی بن حسین عن ابیه عن علی.

یہ سند (زهری عن علی عن حسین عن علی بن ابی طالب) سب سے زیادہ صحیح ہے۔

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ **انی أجالس من انتفع بمجالسته فی دینی.**

میں اس مجلس میں جاتا ہوں جس سے مجھے دینی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(ملخصاً تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۹۳ مطبوعہ دار الاحیاء التراث العربی)

مرد و عورت کی نماز میں فرق اور مذاہب اربعہ

محمد عمار خان ناصر

امین الملت حضرت مولانا امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار ارشاد فرمایا: مرد و عورت کی نماز میں بنیادی فرق عورت کا ستر ہے۔[1] پھر فرمایا اس لئے مذاہب اربعہ۔[2] میں رکوع و سجود کی ہیئت میں بھی مرد و عورت کے فرق کو ملحوظ رکھا گیا

---

[1] حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سمجھانا چاہتے ہیں کہ عورت سراپا ستر ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ المرءۃ عورۃ (صحیح ابن حبان ج ۱۲ ص ۴۱۲)

اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث (اونچی کے بغیر عورت کی نماز قبول نہیں ترمذی ج ۱ ص ۸۶ نماز میں کوئی چیز پیش آئے تو مرد تسبیح کہیں اور عورتیں ہاتھ سے کھنکا کریں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۶۰) بھی اس فرق کی واضح دلیل ہیں۔

[2] (۱) ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ والمرءۃ ترفع یدیھا حذاء منکبیھا ھو الصحیح لانہ استر لھا (الہدایہ ج ۱ ص ۴۶ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

اور عورت اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔ یہی صحیح ہے کیونکہ یہ اس کے لئے ستر کا باعث ہے

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

والمرءۃ تنخفض فی سجودھا و تلزق بطنھا بفخذیھا لان ذالک استر لھا

(الہدایہ ج ۱ ص ۱۵۰ مطبوعہ المکتبہ الاسلامیہ)

اور عورت زیادہ جھکے سجدوں میں کہ پیٹ کو رانوں سے ملا دے یہی پردے کے زیادہ مناسب ہے۔

۲۔ امام ابوزید قیروانی مالکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: وھی فی ھیأۃ الصلوۃ مثلہ غیر انھا تنضم ولا تفرج لمحنیھا ولا عضدیھا فتکون منضمۃ مزویۃ فی جلوسھا و سجودھا

(الرسالۃ بحوالہ نصب الرایہ ص ۵۰)

عورت نماز کی ہیئت میں مردوں کی طرح ہے۔ فرق یہ کہ عورت اپنے آپ کو ملا کر رکھے گی۔ اپنی رانیں اور بازو کھول کر نہیں رکھے گی۔ پس عورت اپنے جلسہ اور سجدے دونوں میں خوب ملی ہوئی اور سمٹی ہوئی ہوگی۔

ہے اور اس میں اصل علت اسی ستر پوشی کو قرار دیا۔ [۳]

توضیح: امین الملت حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ملفوظ میں مرد و عورت کی نماز میں فرق کرنے والا اُصول (عورت کے جسم کا ستر ہونا) بتلایا اور یہ سمجھایا ہے کہ یہ میرا اپنا اُصول نہیں بلکہ اس پر فقہاء کا اتفاق ہے جو سنت کا مظہر ہے۔

---

[۳] امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وقد ادب الله تعالیٰ النساء بالاستتار وادبهن بذالك رسوله ﷺ واحب للمرءة فی السجود ان تضم بعضها الی بعض و تلصق بطنها بفخذیها و تسجد کاستر مایکون لها و هکذا احب لها فی الرکوع والجلوس و جمیع الصلوٰة ان تکون فیها کاستر مایکون لها. (کتاب الام ج ۱ ص ۱۱۵)

''اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ ادب سکھلایا ہے کہ وہ پردہ کریں اور یہی ادب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عورتوں کو سکھلایا ہے۔ لہٰذا عورتوں کے لئے سجدہ میں پسندیدہ یہ ہے کہ وہ اعضاء کو ملا کر رکھیں اور پیٹ کو رانوں سے چپکا لیں اور اس طرح سجدہ کریں کہ جس میں ان کے لئے زیادہ پردہ ہو اور ان کے لئے اسی طرح پسندیدہ ہے رکوع میں بھی اور جلسہ میں بھی بلکہ تمام نماز ان کو ایسے پڑھنی چاہیے۔ جس میں ان کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ ہو۔

(۴) علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

الاصل ان یثبت فی حق المرءة من احکام الصلاة مایثبت للرجال لان الخطاب یشملها غیر انها خالفته فی ترك التجافی لانها عورة فاستحب لها جمع نفسها لیکون استر لها فانه لا یؤمن ان یبدو منها شیٔ حال التجافی و ذالك فی الافتراش قال احمد والسدل اعجب الی و اختارة الخلال. (المغنی لابن قدامہ ج ۱ ص ۵۶۲)

''اصل یہ ہے کہ عورت کے حق میں نماز کے وہی احکام ثابت ہوں جو مرد کے لئے ثابت ہیں۔ کیونکہ خطاب دونوں کو شامل ہے۔ صرف عورت مرد کی مخالفت کرے گی۔ ترکِ تجافی میں (عورت مرد کی طرح رانوں کو پیٹ سے دور نہیں رکھے گی بلکہ ملائے گی) کیونکہ عورت ستر کی چیز ہے۔ لہٰذا اس کے لئے اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھنا مستحب ہے۔ تاکہ یہ اس کے لئے زیادہ پردے کا باعث بنے کیونکہ عورت کے لئے پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنے میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عضو کھل جائے گا۔ اور اسی طرح بیٹھنے میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے عورتوں کے لئے سدل (بیٹھنے میں دونوں پاؤں دائیں جانب نکالنا) زیادہ پسند ہے۔ اور اسی کو خلال رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔''

چار دن قربانی کی مرفوع روایت کا ضُعف علمائے غیر مقلدین سے

محمد شہباز عزیز

سوال: مولانا صاحب! میں آپ کے مجلّہ پیغام حق کا قاری ہوں میری گفتگو اپنے ایک دوست سے ہوئی کہ قربانی چار دن والی کوئی روایت صحیح نہیں۔ اس نے کہا مشہور محدث ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے۔ ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا یہ روایت واقعی صحیح ہے۔؟ اگر صحیح نہیں تو اس کی کوئی ٹھوس دلیل نقل کردیں اور اگر ہو سکے تو کسی غیر مقلد عالم سے اس کا ضعیف ہونا بھی لکھ دیں؟ برائے مہربانی اس کا جواب جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(زبیر احمد معظم دورۂ حدیث کراچی)

جواب: سوال میں جس روایت کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ اس کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ یوں نقل کیا ہے۔

أخبرنا أحمد بن الحسن بن عبدالجبار الصوفی ببغداد. حدثنا ابونصر التمار عبدالملك بن عبدالعزيز القشيري في شوال سنة سبع و عشرين و مئتين. حدثنا سعيد بن عبدالعزيز عن سليمان بن موسى، عن عبدالرحمن بن ابي حسين. عن جبير بن مطعم. قال: قال رسول الله ﷺ وفي كل ايام التشريق ذبح. (صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۶۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ)

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام ایام

تشریق قربانی کے دن ہیں۔

(۱) علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس روایت کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں:

و فی أسنادہ انقطاع فانہ من روایۃ عبداللہ[1] بن عبدالرحمن ابن أبی حسین عن جبیر بن مطعم و لم یلقہ قالہ البزار.

''اور اس کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ یہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین سے مروی ہے۔'' (تلخیص الحبیر ج ۲ ص ۲۵۵ مطبوعہ المکتبہ الاثریہ)

''اور اس کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی یہی امام بزار نے فرمایا ہے۔''

(۲) صحیح ابن حبان رحمہ اللہ کے محشی علامہ شعیب الارنؤط رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عبد الرحمن ابن ابی حسین لم یوثقہ غیر المؤلف و لم یرو عنہ غیر سلیمان بن موسیٰ ثم ھو لم یلق جبیر بن مطعم.

(حاشیہ ابن حبان ص ۱۶۶ ج ۹ مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ)

عبدالرحمن بن ابی حسین کی توثیق ابن حبان رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے نہیں کی اور اس سے صرف سلیمان بن موسیٰ روایت کرتے ہیں اور اس کی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات بھی ثابت نہیں۔

(۳) اس روایت کے ایک راوی سلیمان بن موسیٰ ہیں۔ جس کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ عندہ مناکیر۔ (کتاب الضعفاء الصغیر للبخاری رحمہ اللہ ص ۴۴۲، مطبوعہ دار الحکم)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس راوی کے بارے میں اپنا فیصلہ لکھتے ہیں:

صدوق، فقیہ، فی حدیثہ، بعض لین، و خولط قبل موتہ، بقلیل. (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۳۹۳)

سچا ہے فقیہ ہے۔ اس کی حدیث میں کچھ کمزوری ہے اور اس پر حدیث خلط ملط ہوگئیں تھیں موت سے کچھ مدت پہلے۔

اس راوی کے علاوہ تقریباً درجن سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ روایت

---

[1] تلخیص الحبیر میں لفظ ''عبداللہ بن'' کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ سند میں یہ لفظ نہیں ہے

الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یوں منقول ہے۔

ایام التشریق ایام طعم

ایامِ تشریق کھانے کے دن ہیں

ان حقائق کے بعد محدث ڈیروی علامہ محمد حبیب اللہ صاحب ﷺ کا تجزیہ ملاحظہ ہو۔

راقم الحروف نے چند صحابہ ﷺ سے احادیث بیان کردی ان سب میں ذبح کا لفظ نہیں ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبیر ﷺ بن مطعم کی حدیث میں ذبح کے لفظ کا اضافہ محض سلیمان بن موسیٰ کی کاروائی کا نتیجہ ہے۔ گو یہ حافظہ کی خرابی کی بناء پر ہو۔ سلیمان بن موسیٰ اس کاروائی میں اکیلا ہے اور کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔

(قربانی کے صرف تین دن ہیں ص ۸۴ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ڈیرہ اسماعیل خان)

آپ کی دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ:

(۱) مشہور غیر مقلد زبیر علی زئی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱۔ حافظ البزار ﷺ نے کہا:

وابن ابی حسین لم یلق جبیر بن مطعم۔

''اور (عبدالرحمٰن) ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی۔

(التمہید نسخہ جدیدہ ج ۱۰ ص ۲۸۳۔ البحر الزخار ۸/ ۳۶۴ ح ۳۴۴۷ نیز دیکھئے نصب الرایہ ج ۳ ص ۶۱)

۲۔ عبدالرحمن بن ابی حسین کی توثیق ابن حبان (الثقات ۵/ ۱۰۹) کے علاوہ کسی اور سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ راوی مجہول الحال ہے۔

اور اس کے بعد اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

خلاصۃ التحقیق! ایام تشریق میں ذبح والی روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے۔ لہٰذا اسے صحیح یا حسن قرار دینا غلط ہے۔ (توضیح الاحکام ج ۲ ص ۱۷۸۔ ۱۷۹)

(۲) غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

یاد رہے کہ مسند احمد وغیرہ (ابن حبان وسنن بیہقی و دار قطنی) میں موجود یہ

(بقیہ حصہ صفحہ نمبر ۵ پر)

معیاری خس خس بازار سے بارعایت دستیاب ہے

عبدالغفور اینڈ کمپنی

ریل بازار والے

کنڈ اچھپکہ، سیف الماری، فننگ ائیر کولر میٹریل اینڈ پینٹ سٹور

212 لوہا بازار مارکیٹ، ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

PH: 041-2637059

عبدالغفور
0321-7220048

جرنیلی سڑک کے سبق دامن میں تاریخ کے سبق آموز نشیب و فراز بھی ہیں اور جغرافیائی حقائق بھی
عسکریت کے کارنامے بھی ہیں اور شہ زوری کی داستانیں بھی
ادب کی شیریں حلاوت بھی ہے اور ثقافت کی حسین نزاکت بھی
اقبال کے عروج و کمال بھی ہیں اور نصیب کے تنزل و زوال بھی
فاضل مصنف نے طورخم سے دہلی تک جرنیلی سڑک پر واقع ہر مقام کو غور سے دیکھا
اپنی فکر خاص سے دیکھا اور پرکھا ہے اور زینت کتاب جرنیلی سڑک بنایا ہے۔

- فاضل مصنف کی کتاب جرنیلی سڑک معزز قارئین کیلئے یقیناً ایک سرمایہ خاص ثابت ہوگی۔
- صاحبان تشنگان علم، تاریخ دوست احباب کیلئے ایک سرمایہ خاص ہے

شیر شاہ سوری

محبوب علی مرزا

حصہ اول
پشاور تا دہلی
576 میل

جرنیلی سڑک

آفسٹ کاغذ | کمپیوٹر کتابت | مضبوط جلد | اعلیٰ طباعت | 520 صفحات | قیمت 600 روپے

اپنے قریبی بک سٹال سے حاصل کریں یا براہ راست ہم سے منگوائیں

ایم رحمان ارکان

اعوان پبلیکیشنز

041-2604175
0300-7610220

پاسبان حق @ ہوٹمیل ڈاٹ کام
ٹیلیگرام چینل: t.me/pasbanehaq1
یوٹیوب چینل: pasbanehaq
وٹس ایپ گروپ: 03117284888
Love for ALLAH

Barkat

TRADING CO. (REGD)

GOVT. CONTRACTORS & GENERAL ORDER SUPPLIERS

HYDRO FITNESS

Karim Pura Road Sialkot
Tel: +92 52 4595780 4587316 Fax: +92 52 4595787

Rangpura Road Sialkot Tel: +92 52 4570313

URL www.btc.pk.com
www.hydrofitnesspk.com

Shahid Iqbal
+92 300 9610794

Khawar Rahat
+92 321 6106767

Nadeem Shahid
+92 321 7157100